Rohtas Mahila College, Sasaram

Dr. S. K. Jabeen

Dept of Urdu

Topic: masnavi sehr ul bayan - Tanqeedi Jaiza

Scanned with CamScanner

مثنوی سحر البیان

میر حسن نے اپنی مثنوی ''سحر البیان'' وفات سے چند سال پہلے ہی لکھی تھی۔ اس لئے یہ مثنوی ان کے کمال شاعری اور زبان دانی کا نچوڑ ہے۔ میر حسن کی یہ مثنوی مناظر کی اصلی مصوری اور جذبات نگاری میں اپنی مثال آپ ہے۔ میر حسن کی مثنوی نگاری کی سب سے اہم خصوصیت ان کی بے پناہ قوت مشاہدہ اور بہترین جذبات نگاری ہے۔ وہ فطرت انسانی کے گہرے اور بغور مطالعہ پر قادر ہیں۔ اس لئے ان کی جذبات نگاری حقیقت سے بہت قریب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مناظر قدرت کی بڑی حسین تصور کشی کی ہے۔ ان کی مثنوی نگاری کے سلسلے مین یہ بات قابل ذکر ہے کہ گر چہ انہوں نے مافوق الفطری عناصر کو مثنوی سے بالکل ختم نہیں کیا لیکن اپنے عہد کے سماج کی ایسی جیتی جاگتی تصویریں اتاریں جن سے اس زمانے کے رسم و رواج، طرز زندگی اور معاشرتی حالات کا بخوبی علم ہوسکتا ہے۔ ان کی مثنوی نگاری کی اہم خصوصیات زبان کی لطافت، سادگی اور شیرینی بھی ہے۔ انہیں نسیم کی طرح رعایت لفظی کا چسکا نہیں لیکن وہ محاورات اور ضرب الامثال کا مہارت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

مثنوی سحر البیان کی شاعرانہ خوبیوں کا احساس خود میر حسن کو بھی رہا ہے۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اس مثنوی کے لئے نئے انداز بیان اور طرز اظہار کی طرف اشارہ کیا تھا، بلکہ اسے ایک نئے طرز کا کارنامہ قرار دیتے ہوئے سحر البیان بھی کہا تھا ایک اور جگہ وہ یہ بھی کہتے ہیں ؎

رہے گا جہاں میں مرا اس سے نام
کہ ہے یادگار جہاں یہ کلام

اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ دعوی درست ہے۔ ''سحر البیان'' کا لطف اور اس کی دلکشی اب بھی قائم ہے اور لوگوں میں یہ مثنوی مقبول ہے۔ یہ مثنوی ''سحر البیان'' کے اسلوب اور انداز کی بات ہوئی۔ لیکن مثنوی کے جو اجزائے ترکیبی روایتی طور پر بیان ہوتے رہے ہیں ان کے اعتبار سے بھی یہ مثنوی قابل تعریف رہی ہے۔ پہلے تمہید کو لیجئے۔ حمد و نعت کے بعد شاہزادہ بے نظیر کی پیدائش کا قصہ

Scanned with CamScanner

شروع ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش پر باغ آراستہ کیا جاتا ہے۔ شاہزادہ اس باغ میں جملہ اقسام کے علم و ہنر سیکھنے جاتا ہے۔ ایک مستقل باب اس باغ کی آرائش و زیبائش اور اس کے حسن سے متعلق ہے۔ مرقع نگاری کا یہ حال ہے کہ ہر کیفیت کو اس کی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر کے میر حسن نے اپنی قوت مشاہدہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ زورِ بیان دیکھئے ؎

دیا شہہ نے ترتیب اک خانۂ باغ — ہوا رشک سے جس کے لالہ کو داغ
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ — روش کا جوہر ہوا جس سے سنگ
گلوں کی لبِ نہر پر جھومنا — اسی اپنے عالم میں منہ چومنا
چمن آتشِ گل سے دہکا ہوا — ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا
صبا جو گئی ڈھیر یاں کر کے پھول — پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول

اور جب نقشہ بدلتا ہے پھول سوکھ جاتے ہیں۔ پانی کی روانی بند ہو جاتی ہے شہزادے کے ساتھ ہی موسم بہار بھی رخصت ہو جاتا ہے اور باغ ویران ہو جاتا ہے اس وقت کا منظر دیکھئے ؎

اچھلتے تھے فوارے جو اس کے رواں — گیا سب نکل اس کا تاب و تواں
ہوئے خشک اور زرد سارے نہال — ثمر لگ کے پاؤں ہوئے پائمال
اڑا نور نرگس کی آنکھوں کا سب — ہوئے بال سنبل کے ماتم کی سب

ظاہر ہے کہ ان بیانات میں لطف بیان بھی ہے اور مشاہدے کی صداقت اور باریکی بھی۔ یہ میر حسن کی خوبی ہے جو سحرالبیان کی مقبولیت اور کامیابی کا سبب بنی ہے۔

سحرالبیان میں پلاٹ نگاری کا بہترین نمونہ ملتا ہے۔ تفصیل کے باوجود اشعار بے ربط نہیں ہوتے۔ مثنوی کی جو لازمی خصوصیت ہے یعنی ایک شعر کا دوسرے شعر سے مربوط ہونا۔ وہ یہاں پوری طرح موجود ہے۔ کسی ملک کے بادشاہ کے اولاد نہ پیدا ہونا، نجومیوں، پنڈتوں اور رمالوں کا بلایا جانا کہ کافی منتوں اور مرادوں کے بعد شاہزادہ بے نظیر کا پیدا ہونا اس کے کھیلنے کودنے اور تفریح و ترتیب کے لئے باغ کا آراستہ ہونا، پھر شاہزادہ کا چند برسوں میں تمام علوم و فنون میں طاق ہونا، پری کا اس پر عاشق ہونا اور اسے اڑا کر لے جانا، بدر منیر اور پھر نجم النساء کی داستان آخر کار تمام معاملات کا سلجھ جانا اور شہزادے کا ہنسی خوشی گھر واپس آ کر شادی کرنا اور خوش و خرم زندگی گذارنا۔ یہ ساری باتیں اس تربیت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں کہ کہیں کسی بے ربطی اور خلا کا احساس نہیں ہوتا۔ میر حسن خود ہی کہتے ہیں ؎

Scanned with CamScanner

نہیں مثنوی ہے یہ اک پھلجھڑی
مسلسل ہے موتی کی گویا لڑی

اس میں شک نہیں کہ تمام واقعات نہ صرف ایک دوسرے سے مربوط ہیں بلکہ اپنے مخصوص پس منظر میں ابھرتے ہیں اور مثنوی کے ارتقاء میں ناگزیر معلوم ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے تعمیر ماجرا کے بارے میں میر حسن کی مہارت اور فن کاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

سحر البیان کی کردار نگاری خاص طور پر قابل ذکر ہے اس کے ہیرو بے نظیر کے علاوہ بدر منیر اور نجم النساء کے کردار اہم ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ یہ سارے کردار نہ صرف انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔ اپنے عہد کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ بے نظیر ایک بے حوصلہ اور کمزور نوجوان ہے، جو اپنے عہد کے عام نوجوانوں، رئیس زادوں سے ملتا جلتا ہے۔ اگر چہ اس کی بہادری کی تعریفیں سنتے ہیں۔ اسے تلوار چلانے کی ٹریننگ لیتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں اور گھوڑ سواری کی مشق کرتے ہوئے بھی۔ لیکن قصے کے دوران اس کی شجاعت، بہادری یا طاقت کا کہیں اظہار نہیں ہوتا۔ وہ عورتوں کی طرح روتا ہے اور ناراض ہوتا ہے۔ جادو، ٹونے، گنڈے، تعویذ اور منتروں کا سہارا لیتا ہے۔ مصیبتوں سے ہراساں ہو کر حوصلہ کھو دیتا ہے اور آخر کار دوسروں کی مدد سے حالات پر قابو پاتا ہے۔ وہ عاشق مزاج بھی ہے اور اپنے عہد کے رئیس زادوں کی طرح حسن پرست بھی۔ مجموعی طور پر وہ مردانگی کا کوئی نقش قاری کے ذہن پر نہیں چھوڑتا۔ اپنے زمانے اور ماحول کے عام نوجوانوں کی طرح اس کا کردار بھی پھسپھسا، کمزور اور بے جان ہے اس کے مقابلے میں مثنوی کی ہیروئن بدر منیر کا کردار جاندار ہے۔ وہ عورتوں کی بعض نمایاں خصوصیات اپنے اندر رکھتی ہے، وہ وفا پرست ہے اور اپنی محبت میں کسی غیر کو شریک نہیں کرنا چاہتی۔ اس میں حسد کا مادہ بھی ہے اور وہ خوش گفتار بھی ہے اس کی سراپا نگاری میں بھی اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ وہ مثنوی کی ہیروئن ہے۔ اس کے باوجود نجم النساء کا کردار اس سے زیادہ جاندار، متحرک اور منفرد ہے۔ وہ قصے کی ہیروئن نہ ہوتے ہوئے بھی پورے قصے پر چھائی رہتی ہے۔ حالات کو سمجھتی ہے اور ان کے مطابق فیصلے کرتی ہے۔ وہ گفتار کی ہی نہیں کردار کی بھی غازی ہے۔ اپنے علاوہ دوسروں کی بھی مدد کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے وہ بدر منیر کی طرح صرف آہ وزاری سے کام نہیں لیتی، بلکہ جب شہزادہ بے نظیر گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کی رہائی کے لئے باضابطہ تدبیریں کرتی ہے اور بالآخر اپنی ہوشیاری سے کامیاب بھی ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

کردار نگاری میں جذبات نگاری کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میر حسنؔ کی تعریف نہ کرنا غلط ہوگا۔ انھوں نے خاص طور پر عورتوں کی نفسیات سے اپنی گہری واقفیت کا اظہار کیا ہے۔ فراق یار میں بدر منیر کی کیفیت دیکھئے جذبات کی کتنی خوبصورت مصوری ہے اور کسی قدر اختصار کے ساتھ ؎

خفا زندگانی سے ہونے لگی
بہانے سے جا جا کے سونے لگی

مثنوی ''سحر البیان'' میں مظاہر قدرت اور مناظر فطرت کی آئینہ سامانی کے دوران اپنی قادر الکلامی کا کمال دکھایا ہے اپنے عہد کے لکھنؤ کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی کی ترجمانی میں بھی ان کی مشاہداتی بصیرت قوت بیان سے ہم آہنگ رہی ہے۔ اوضاع تمدن، آداب حیات، ملبوسات و زیورات، رسوم و آرائشات کی جو تفصیلات مثنوی میں موجود ہیں ان کے جائزے سے متعلقہ دور کی لکھنوی معاشرت کی جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے اور مسلمانوں کے دور آخر میں سلاطین و امراء کے یہاں جو حالتیں ایسے موقعوں پر گذرتی تھیں اور جو جو معاملات پیش آتے تھے بعینہ اس کا چربہ اتار دیا ہے۔ محفل عیش و طرب کا نقشہ پیش کیا ہے۔ قانون، بین، رباب، طبلہ، مردنگ، چنگ، طنبورہ، یک رنگ، ستارہ، ترھئی، جھانجھ اور قرہ، مردنگ وغیرہ آلاتِ موسیقی کے یہ تمام آلات اس عہد میں زیر استعمال تھے۔ بے نظیر کی ولادت کے موقع پر اظہار مسرت کا ایک پہلو یہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ؎

لگے بجنے قانون و بین و رباب — بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلوں پہ مردنگ کی — صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی
کمانچوں کو سارنگیوں کو بنا — خوشی سے ہر ایک ان کی تربیں ملا
لگاتار پر موم، مرچنگ کی — ملا سر طنبوروں کے یک رنگ کی
ستاروں کے پردے بنا کر درست — بجانے لگے سب دے چالاک و چست

بدرمنیر کے مکان کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں ؎

درو نام لخت سارے سفید — ہر ایک طاق، محراب، صبح امید
مغرق زمین پر تمامی کا فرش — جھلک جس کی لے فرش سے تابہ عرش
زمیں کا طبق، آسماں کا طبق — سنہری، رو پہری ہو جیسے ورق
بلوریں دھرے ہر طرف سنگ فرش — کہ جس سے منور ہے رنگ و فرش

گویا شاہی محل کا سماں سامنے ہے۔ آرائش و زیبائش کے تمام پہلو پر میر حسنؔ کی گہری نگاہ ہے۔ باغ کی سجاوٹ کا بیان ہے تو رنگ برنگے پھولوں کی تفصیل موجود ہے۔ شادی بیاہ کا موقع آیا ہے تو اس سے متعلق تمام رسوم و روایات شاعر نے پیش نظر رکھا ہے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے دیگر لوازم کی مصوری میں بھی میر حسنؔ کا یہی انہماک رہا ہے۔ اس سے کبھی کبھی یہ احساس ہوتا ہے کہ میر حسنؔ کا قصہ سنانے سے زیادہ معاشرے کی تصویر دکھلانا چاہتے ہیں جس میں عیش کوشی، آرام طلبی، تکلف پسندی اور نمائش بیجا کے میلانات حاوی تھے۔ بعض ناقدین نے مثنوی ''سحر البیان'' کے ایجاز و اختصار ہی کو اس کا وصف قرار دیا ہے۔